OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

حافظ عبدالسلام کے ترجمہ قرآن (ترجمۃالقرآن) کا فکری وفنی مطالعہ

حافظ عبدالقیوم
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر ثناء اللہ حسین
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Hafiz Abdul Salam's book"Tarjama-tul_Quran" is one of his prominent and distinct literarywork, in which he has presented the word for word translation of Arabic words/pharases and conferred idiomatically in Urdu by avoiding luxuriance of Arabic language, he maintained the attributes of translation and conscientiously distinct it from interpretation.Undoubtedly"Tarjama-tul_Quran"writtenby acknowledging all the fundamentals of Arabic linguistics, and whilte translating those Arabic terms in with the inclusion of other letters, lead change in the meaning of the work, properly addressed with reference to the context.

His work aimed to overcome the difficulties and technical irregularities committed in the other available translations, for the readers so that they may understand and better comprehend the message of alimighty Allah.

This paper provides the thoughtful and technical study of "Tarjama-tul_Quran" and significane of Hafix Abdul Salam's work int eh field of translation of Quran.

تعارف حافظ عبدالسلام بھٹوی

حافظ عبدالسلام کا مکمل نام ابو عبدالرحمٰن حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی ہے۔ حافظ صاحب ۲۹ رمضان ۱۳۶۵ ہجری بمطابق ۷ ۱۲ اگست ۱۹۴۶ کو گوہڑ چک نمبر ۸، پتوکی، ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ جو آپ کا ننھیالی گاؤں ہے۔

عصری تعلیم

عصری تعلیم کے لیے پرائمری تک اپنے گاؤں بھٹہ محبت میں پڑھا پھر گورنمنٹ ہائی سکول چک ۴ جی ڈی غلام رسول والا ضلع اوکاڑہ میں داخل ہوگئے مڈل تک وہیں تعلیم حاصل کی اللہ تعالی نے بچپن ہی سے ذہین اور حافظہ بال عطا فرمایا تھا آپ کے ایک کلاس فیلو عبدالماجد چک نمبر ۱۲ کمیانہ ضلع فیصل آباد کہتے ہیں کہ حافظ عبدالسلام ہمارے ساتھ سکول پڑھتے تھے جب ماسٹر صاحب پڑھاتے یا تختہ سیاہ پر لکھتے تو یہ نیچے منہ کر کے کھیل رہے ہوتے تھے جوں ہی استاد محترم نے کوئی سوال کیا تو فورا صحیح جواب دے دیتے تھے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ نے میٹرک کا امتحان اعلی نمبروں سے پاس کیا اسوقت آپ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں دوسری بار بخاری شریف پڑھنے کیلیے زیرِ تعلیم تھے۔ اسکے علاوہ آپ نے فاضلِ عربی، فارسی اور فاضلِ طب کے امتحانات بھی پاس کیے۔

دینی تعلیم

حافظ صاحب فرماتے تھے کہ جب میں سکول کی چھٹی یا ساتویں کلاس میں تھا تو والد صاحب نے صرف پڑھانی شروع کر دی اور سب سے پہلے گردانیں یاد کروائیں پھر علم النحو میں شرح مائۃ عامل پڑھائی اور اجراء کرایا پھر ان کتابوں کے بعد ترجمۃ القرآن پڑھانا شروع کیا ان میں صرف اور نحو کا اجراء کرایا کرتے تھے کچھ ہی عرصے میں بغیر اعراب کے مطالعہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔ یوں مڈل پاس کرنے تک درس نظامی کے ابتدائی مباحث صرف و نحو، قرآن کریم کا ترجمہ اور اور حدیث میں بلوغ المرام پڑھ چکے تھے۔ حافظ صاحب نے باقاعدہ مروجہ درس نظامی کو سال بسال پڑھنے کی بجائے مختلف کتب مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔

دارالحدیث اوکاڑہ

جب عبدالسلام صاحب نے مڈل پاس کرلی تو میٹرک میں داخلہ لینے کی بجائے والد صاحب چونکہ دارالحدیث اوکاڑہ میں تشریف لا چکے تھے تو مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ میں داخل کر دیا گیا وہاں انہوں نے سبعہ معلقات، الفیہ، مشکوٰۃ مکمل، قرآن کریم کا ترجمہ، قدوری، فصول اکبری، جلالین، مرقات، شرح تہذیب اور مقاماتِ حریری پڑھیں۔

اساتذہ کرام

۱. شیخ العرب والعجم علامہ حافظ محمد محدث گوندلوی
۲. شیخ الحدیث ابو عبدالسلام حافظ محمد بھٹوی (والد محترم)
۳. شیخ الحدیث مولانا عبدالفلاح اوکاڑوی
۴. شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ بڈھیالوی
۵. شیخ القراء القاری المقری محمد اسلم گوجرانوالہ
۶. مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی
۷. حافظ عبدالرزاق آف ڈھلیانہ
۸. مولانا محمد صادق خلیل فیصل آبادی
۹. مولانا محمد شریف اللہ خان سواتی
۱۰. مولانا محمد سرور شاہ استاد جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۱۱. مولانا عبدالحق میواتی دارالحدیث اوکاڑہ
۱۲. مولانا محمد اسحاق خائف حصاروی
۱۳. قاری فضل کریم لاہور
۱۴. قاری مسافر جان لاہور

حکمت و طب

تدریس وخطابت کے ساتھ ساتھ حافظ صاحب شعبہ حکمت، طب یونانی، طبِ جدید، ایلو پیتھک اور ہو میو پیتھی میں بھی باقاعدہ مہارت رکھتے ہیں۔ کئی نسخہ جات کے آپ جاننے والے ہیں اور ملک بھر سے لوگ ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ مرکز طیبہ مرید کے کے تمام شعبہ جات کے طلباء کے آپ باقاعدہ معالج ہیں اور عصر کے بعد اپنے گھر میں واقع مطب میں بیٹھ کر طلباء کو دوائی وغیرہ دیتے ہیں۔

تصانیف و تالیفات

تدریس وخطابت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں دوران تدریس چند کتابیں لکھیں۔ پھر مرکز طیبہ، مرید کے آکر بھی باقاعدہ اسی سلسلے کو جاری رکھا ان کی کچھ تالیفات درج ذیل ہیں:

۱. ترجمہ القرآن الکریم
۲. تفسیر القرآن الکریم چار جلدیں
۳. شرح کتاب الطہارہ من بلوغ المرام
۴. شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام
۵. مقالات طیبہ
۶. احکام زکاۃ و عشر و صدقۃ الفطر
۷. ایک دین چار مذہب
۸. کشف الظلام فی جواب اظہار المرام از قاضی حمید اللہ
۹. چوری سے متعلق قانون الٰہی اور قانون حنفی
۱۰. سورہ فاتحہ اور احناف
۱۱. ترجمہ حصن المسلم و مسنون اذکار اور محقق دعائیں از فضیلۃ الشیخ سعید ابن علی وغیرہ

حافظ عبد السلام کے ترجمہ قرآن کا تعارف

حافظ عبد السلام صاحب نے اپنے ترجمے کے شروع میں بے شمار تراجم کی موجودگی کے باوجود ایک نیا ترجمہ لکھنے کی ضرورت بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اکثر تراجم میں کئی الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے الفاظ میں حروف کی کمی بیشی کو ترجمے کے وقت ملحوظ نہیں رکھا گیا الفاظ کی تقدیم و تاخیر سے مانع میں جو تاکید یا حسن پیدا ہوتا ہے اس کا خیال نہیں کیا اور بے شمار تراجم میں ایک جگہ ان میں سے کسی چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے تو دوسری جگہ اس کا خیال نہیں کیا گیا اس کے علاوہ ان کے الفاظ سے زائد الفاظ ترجمہ میں داخل کر دیے گئے ہیں جنہیں تشریح تو کہا جا سکتا ہے لیکن اللہ کا ترجمان نہیں۔

اس لیے ایسے ترجمے کی ضرورت باقی ہے جس میں قرآن مجید کے کسی لفظ کا ترجمہ چھوڑا نہ گیا ہو اور اس سے زائد ترجمہ میں داخل نہ کیا گیا ہو میں نے اپنی طاقت کے مطابق یہ کام کیا ہے مگر مجھے اعتراف ہے کہ میں حق ادا نہیں کر سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص بھی یہ حق ادا نہیں کر سکتا کیونکہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ سو فیصد ممکن نہیں

خصوصاعربی زبان جو نہایت جامع زبان ہے جس کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہیں اس کے الفاظ کاتمام مطالب ادا کرنے والااردو میں متبادل لانا ممکن نہیں کہ اللہ کاکلام جس کے ہر حرف میں معنی کاایک جہان موجود ہے جسکی ایک چھوٹی سی سورت کی مثل لانا ممکن نہیں پوری مخلوق بھی مل کر نہیں بناسکتی اس کاایساترجمہ جس میں تمام معانی اور مطالب اور فصاحت و بلاغت کے تمام نکات آسکیں کیسے ہو سکتاہے پھر بھی ہم وسعت کے مطابق مکلّف ہیں اور امید ہے میرے ترجمے سے کام کرنے والوں کو راستہ ملے گااور وہ مزید بہتری کی کوشش کریں گے میں نے لفظی ترجمہ اس طرح کیاہے کہ حتی الامکان آیت کے ہر لفظ کاترجمہ آجائےاور اسے اردو محاورے کے مطابق بنانے کی کوشش کی ہے ترجمہ میں جن باتوں کاخیال رکھا گیاہے وہ سب اس مختصر سی تحریر میں نہیں آسکتی پڑھنے سے ان کااندازہ ہو سکتاہے ان میں سے بطور مثال چند یہ ہیں:

صیغہ مبالغہ کاترجمہ

عربی زبان کے کچھ اوزان معنیٰ میں مبالغہ کے لیے وضع کیے گئے ہیں مثلا قادر اور قدیر،عالم اور علیم کے معنی میں فرق ہے مگر اکثر تراجم میں قدیر کا معنیٰ قادر یا قدرت رکھنے والااور علیم کا معنی جاننے والا یاواقف کیا گیاہے جبکہ قدیر کا معنیٰ پوری طرح قادر یاخوب قدرت رکھنے والااور علیم کا معنی خوب جاننے والا یا پوری طرح واقف ہوناچاہیے۔

عربی زبان کے حروف تاکید

عربی زبان میں تاکید کیلئے بہت سے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مثلاحروف قسم،ان،لام تاکید،نون تاکید وغیرہ بعض اوقات ایک ہی جملہ میں تاکید کیلئے کئی حروف لائے جاتے ہیں اردو میں ایسا نہیں ہوتااس لئے بعض مترجمین نے تواردو محاورے کو مقدم رکھتے ہوئے تاکید کے حروف کاترجمہ البتہ اور تحقیق کی بجائے اردو کے عام مستعمل الفاظ میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے مثلالام تاکید،نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ،ان اور قد کے لیے ضرور،بیشک،یقینا،بلاشبہ،کوئی شک نہیں،ہر صورت،حقیقت یہ ہے،واقعہ یہ ہے،لازماً،فی الواقع،واقعی وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں اور بعض اوقات لفظ کو استعمال کیاہے مثلایوسف علیہ سلام کے قول إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ یقیناً ہم تو اس وقت ظالم ہوں گے۔تاکید کے لیے "تو" کااستعمال میں نے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کے تراجم سے سیکھاہے اہل علم جانتے ہیں کہ تاکید کے تمام الفاظ کاترجمہ کرنااور پھر محاورہ اور کلام کی روانی کو بھی ملحوظ رکھنا کتنا مشکل کام ہے۔

تنوین

عربی میں تنوین بہت سے معنی کے لئے استعمال ہوتی ہے تنکیر،تعظیم،تحقیر وغیرہ ہے میں نے کوشش کی ہے کہ ہر تنوین کا موقع کی مناسب ترجمہ آجائے۔مثلاًفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ [1] ان کے دلوں ہی میں بیماری ہے وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ[2] اور اگر تم کسی قسم کے فقر سے ڈرتے ہو تواللہ جلد ہی تمھیں اپنے فضل سے غنی کردے گا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ[3] اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد کسی بھی درجے کے ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے چلی،ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملادیں گے۔

مفعول مطلق

عربی زبان میں تاکید کیلئے فعل کے ساتھ مصدر لایا جاتا ہے عام طور پر اس کا ترجمہ محاورہ کی مشکل کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے میں نے اس کا ترجمہ بھی کیا ہے اور ہر مقام پر مصدر کی تنوین کے مفہوم کو مد نظر رکھا ہے مثلا وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا[4]

مِن کا استعمال

لفظ مِن بھی کئی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً "بیان" کیلئے "بعض" کا معنیٰ دینے کے لئے "تاکید" کے لئے "تعلیل" کے لئے وغیرہ ہر مقام کے مطابق ترجمہ کے لئے بہت محنت درکار ہے مثلاً وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ[5] اور اللہ کے فضل سے (حصہ) تلاش کرو

إِذَا مَا

عام طور پر چند الفاظ کو زائد کہہ کر ترجمہ میں ان کا خیال نہیں کیا جاتا حالانکہ کوئی سمجھدار آدمی بھی کوئی لفظ بلا مقصد نہیں بولتا تو رب العالمین کے کلام میں کوئی لفظ بے مقصد کیسے ہو سکتا ہے ان الفاظ میں سے ایک "مَا" ہے مثلا ایک مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا[6] دوسرے مقام پر فرمایا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا[7] اب دونوں کا ایک ہی ترجمہ ہو تو مَا بالکل بے فائدہ ٹھہرتا ہے زمخشری نے فرمایا حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ میں إِذَا کے بعد مَا اس کی تاکید کے لئے ہے تاکید کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس پہنچنے کا وقت ہی ان پر شہادت کا وقت ہو گا یہ نہیں کہ کچھ وقت شہادت سے خالی ہے تو اس لیے میں نے اس کا ترجمہ جب اور اذا ما کا ترجمہ جونہی کیا ہے مثلا: أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُم بِهِ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ[8] یا پھر جونہی وہ (عذاب) آپڑے گا تو اس پر ایمان لے آؤ گے؟

إِمَّا

یہ لفظ اِن اور مَا سے مرکب ہے۔ عام طور پر اِن اور اِمَّا دونوں کا ترجمہ "اگر" کیا جاتا ہے مگر اس صورت میں مَا بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ میں نے ترجمہ میں اس کا خیال رکھا ہے مثلا: إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ[9]۔ اگر کبھی تیرے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ ہی جائیں تو ان دونوں کو اف مت کہہ۔ شوکانی نے فتح القدیر میں فرمایا "اِن" شرطیہ اور "مَا" ابہامیہ ہے تو میں نے 'اِن' شرطیہ کے ساتھ "مَا" کے ابہام اور نونِ تاکید کے مفہوم کو مد نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

اَن زائدہ کا ترجمہ

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا[10] اور وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا[11] دونوں آیات کا ترجمہ "اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے" کیا جاتا ہے میں نے ان کے مفہوم کو پیش نظر رکھ کر دوسری آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے اور "جیسے ہی ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے"۔

بازائدہ

بعض اوقات نفی کے بعد باآتی ہے جو نفی کی تاکید کیلئے ہوتی ہے۔عام طور پر ترجمہ میں اس کا خیال نہیں کیا جاتا۔میں نے اس کالحاظ رکھا ہے۔مثلا: وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ حالانکہ وہ ہر گز ایمان والے نہیں وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ [12] اور تم ہر گز اسے سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔اس فرق کی وجہ سے لَسْتَ مُؤْمِنًا [13] کا معنی "تو مومن نہیں "اور وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ [14] کام آنا ہو گا "اور یہ لوگ ہر گز مومن نہیں ہیں"۔

الف لام کا مفہوم

الف لام عربی زبان میں کئی معنی کے لئے آتا ہے مثلا تعریف، تخصیص، استغراق، جنس، عہد وغیرہ مثلا الحمدللہ رب العالمین [15] سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے فعصٰی فرعون الرسول فاخذناه اخذا وبیلا [16] (سوفرعون نے اس پیغام پہنچانے والے کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے پکڑ لیا نہایت سخت پکڑنا) میں نے موقع کی مناسبت پر الف لام کے مفہوم کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

حصر کا مفہوم

قبر پر قبر پر الف لام آنے سے کلام میں حصر پیدا ہو جاتا ہے مثلا العزیز الغفور [17] اور وہ سب پر غالب بے حد بخشنے والا شہر کی بجائے اور وہی سب پر غالب بے حد بخشنے والا ہے ہو گا

تخصیص

کوئی اسم یا جس کا محل میں ہوں جب وہاں سے پہلے لایا جائے تو اس سے تخصیص پیدا ہو جاتی ہے مثلا قل اللہ اعبد [18] کہہ دے میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں تبارک الذی بیده الملک [19] اس کا ترجمہ عام طور پر یہ کیا جاتا ہے بہت بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے مگر اس سے بیدہ پہلے لانے کا اور الملک کے الف لام کا معنی ادا نہیں ہوتا اس لئے اس کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے بہت برکت والا ہے وہ کہ تمام بادشاہی صرف اس کے ہاتھ میں ہے

الفاظ کے زائد حروف کا لحاظ

لفظ میں بعض حروف کے اضافے سے معنی بدل جاتا ہے مثلاً نزل کا معنی وہ اترا اور انزل کا معنی اس نے اتارا اور بعض اوقات طلب یا دوسرے معنی پیدا ہو جاتے ہیں کے باوجود ایک ہی ہوں معنوی زیادتی مراد ہوتی ہے مثلا یسخرون [20] اور یستسخرون [21] دونوں کا معنی مذاق اڑاتے ہیں کیا جائے تو سین اور تا کا اضافہ بے فائدہ ٹھہرتا ہے اس لئے یستسخرون کا معنیٰ ہو گا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔

صیغے کے مطابق ترجم

قرآن مجید میں آنے والے ہر لفظ کا ترجمہ میں نے اس کے صیغے کے مطابق کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً فعل ماضی فعل مضارع اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ جملہ شرطیہ ہونے یا سیاق کلام کی وجہ سے ماضی کا معنی مضارع میں یا مضارع کا معنی ماضی میں کرنا ضروری ہو تو اسے بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

آسان اردو میں ترجمہ

ترجمہ زیادہ سے زیادہ آسان اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے فارسی عربی الفاظ میں ترجمہ سے مطلب ادا ہو بھی جائے تو عام آدمی کو فائدہ نہیں ہوتا مثلاً بعض اردو ترجمہ کرنے والوں نے مُرسَلُونَ کا ترجمہ فرستادگان الہی کَذَّابُ اَشِر کا ترجمہ بر خود غلط اَلحَمِیدُ کا ترجمہ ستودہ اور رَیبَ المَنُونَ کا ترجمہ حوادث دہر کیا ہے اس لیے اس سے احتراز کیا گیا ہے۔

لام امر کا ترجمہ

عام طور پر امر غائب کا ترجمہ لفظ چاہئے شروع کیا جاتا ہے مثلاً وَلیَحکُم اَھلُ الاِنجِیلِ بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ فِیہِ [22] اور چاہیے کہ اہل انجیل اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔

میں نے کوشش کی ہے کہ لفظ چاہئے کے بغیر امر کا مفہوم ادا ہو جائے یا پھر چاہئے کہ بجائے لازم ہے استعمال کیا جائے چنانچہ اس آیت کا ترجمہ ہوگا اور لازم ہے کہ انجیل والے اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے

کَانَ کا ترجمہ

تقریباً تمام مترجمین نے وَاللّٰہُ غَفُورٌرَحِیم [23] اور وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوراًرَّحِیماً [24] کا ایک ہی ترجمہ کیا ہے کہ اور اللہ غفور رحیم ہے اسی طرح وَاللّٰہُ عَزِیز حَکِیم [25] اور وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیزاً حَکِیماً [26] کا اور دوسری تمام صفات کا جو کَانَ کے بغیر آئی ہیں یا کَانَ کے ساتھ آئی ہے ایک ہی ترجمہ کیا ہے ظاہر ہے کہ اس طرح کَانَ محض بے فائدہ ٹھہرتا ہے جبکہ کَانَ ماضی میں خبر کے ثبوت کیلئے آتا ہے اگر وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوراً رَحِیماً ترجمہ اور اللہ غفور رحیم تھا کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب وہ ایسا نہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے اور اگر اس کا ترجمہ اور اللہ غفور رحیم ہے کریں تو کَانَ کا کچھ مطلب نہیں رہتا۔

ترجمان القرآن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ مشکل حل فرمائی ہے صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ حم سجدہ میں ہے کہ ایک آدمی نے ان سے چند سوالات کیے جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَکَانَ اللّٰہُ غَفُورًارَحِیمًا ، عَزِیزًا حَکِیمًا، سَمِیعًا بَصِیرًا تو گویا وہ ماضی میں ان صفات سے موصوف تھا پھر نہ رہا تو انہوں نے جواب دیا سمیٰ نفسه ذلك، وذلك قوله، ان لم يزل كذلك ،فان الله لم يرد شيئا الا اصاب به الذي ارادخلاصہ یہ کہ اللہ تعالی کے یہ اسماء وصفات ماضی میں بھی تھے اور ہمیشہ رہے ہیں اور رہیں گے گویا کَانَ یہاں دوام کے لیے ہے جو ہمیشگی پر دلالت کر رہا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کے مطابق ان آیات کا ترجمہ یوں ہوگا اور اللہ ہمیشہ سے غفور رحیم ہے عزیز حکیم ہے سمیع بصیر ہے اس طرح اردو تراجم میں کَانَ کے مفہوم کی ادائیگی میں پائی جانے والی کمی ان شاء اللہ پوری ہو گی بعض عربی مفسرین نے کَانَ کے اس مفہوم کو مختلف مقامات پر اجاگر کیا ہے مثلاً کَیفَ نُکَلِّمُ مَن کَانَ فِی المھدِ صَبِیًّا [27] کے متعلق فرمایا اي لم يزل البحر المحيط یعنی ہم سے کیسے بات کریں جو ابھی تک گود میں بچہ ہے وَعدًا عَلَینَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِینَ بقاعی نے فرمایا ای ازلا و ابدا یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے یقیناً ہم ہمیشہ (پورا) کرنے والے ہیں۔

نفی کے ساتھ کَانَ کا ترجمہ

نفی والے جملے میں کَانَ کا مفہوم شاید ہی کسی مترجم نے ادا کیا ہو یہ مفہوم لفظ کبھی سے ادا ہو جاتا ہے وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحظُورًا [28] اور تیرے رب کی بخشش کبھی بند کی ہوئی نہیں۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّىٰ نَبعَثَ رَسُولًا [29] اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں یہاں تک کہ کوئی پیغام پہنچانے والا بھیجیں۔

۱۔ تاکید کے الفاظ کا ترجمہ بھی تاکید سے کیا گیا ہے۔

۲۔ مبالغہ کے صیغوں کا ترجمہ بھی اضافہ سے کیا گیا ہے۔

۳۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

۴۔ ترجمہ کمی و بیشی کے بغیر بامحاورہ اردو زبان میں ہے۔

۵۔ آسان فہم اور رائج اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

۶۔ صرف و نحو کے اصول و قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے عربی میں استعمال ہونے والے حروف ربط، حروف جر، وغیرہ کا بھی موقع کی مناسبت سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [30]

(اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو۔ اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نگرانی کر رہا ہے)۔

(اے لوگو! اپنے رب کے عذاب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی زوجہ (حوا) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد و عورتوں کو پھیلا دیا۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قطع رحمی سے بچو بیشک اللہ ہر وقت تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے) [۳۱]

(اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی، بیشک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے)۔ [۳۲]

(اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد و عورت (روئے زمین پر) پھیلا دئے اور اُس اللہ کا خوف کرو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت داروں کے بارے میں بھی (پرہیز کرو)، بیشک تم پر اللہ نگران ہے)۔[۳۳]

بَثَّ: لفظ بث کے ترجمے میں شرف نے کثیر اور نجفی نے بکثرت کا لفظ استعمال کیا جبکہ عثمانی و عبدالسلام نے عام آدمی کی رعایت کرتے ہوئے آسان لفظ بہت کو استعمال کیا جو بادی النظر میں ہلکا اور عام فہم ہونے کی وجہ سے قرآن فہمی میں آسانی پیدا کرتا ہے

جعل الظلمت والنور: کا عطف خلق پر ہے اور خلق الگ فعل ہے اور جعل الگ۔ عثمانی، عبدالسلام او نجفی تینوں نے دونوں افعال کا الگ الگ ترجمہ کیا ہے۔ خلق کا ترجمہ پیدا کرنا اور جعل کا ترجمہ بنانا جبکہ شرف نے دونوں کا ایک ہی ترجمہ کیا ہے اور ایک فعل کا ترجمہ چھوڑ دیا انہوں نے یہ ترجمہ کیا ہے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں، زمینوں ،اندھیروں اور روشنی کو پیدا کیا، جعل فعل کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے اس وجہ سے یہ ترجمہ اس مقام پر مرجوح ہے

﴿وَآتُوا الْيَتَامَى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا﴾[۳۴]

(اور یتیموں کو ان کے مال دے دو، اور اچھے مال کو خراب مال سے تبدیل نہ کرو، اور اُن (یتیموں) کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ بیشک یہ بڑا گناہ ہے)۔[۳۵]

یتیموں کے اموال اُن کے سپرد کر دو، اپنے ردی مال کے بدلے اُن کا عمدہ مال نہ لو، اُن کے مال اپنے اموال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ، بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔[۳۶]

(اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور گندی چیز کو اچھی چیز کے عوض بدل کر نہ لو اور نہ ان کے اموال اپنے مالوں سے ملا کر کھاؤ، یقیناً یہ ہمیشہ سے بہت بڑا گناہ ہے۔)[۳۷]

(اور یتیموں کا مال ان کے حوالے کر دو، پاکیزہ مال کو برے مال سے نہ بدلو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھایا کرو، ایسا کرنا یقیناً بہت بڑا گناہ ہے۔)[۳۸]

أَمْوَالَهُمْ: کا ترجمہ ہونا تو جمع والا چاہیے جسکا خیال صرف عبدالسلام صاحب نے رکھا ہے لیکن باقی حضرات کو بھی غلط نہیں کہا جا سکتا کہ ترجمہ میں جو لفظِ مال ہے وہ اسم جنس ہے اور اسم جنس میں واحد تثنیہ جمع سب ہوتے ہیں

الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ: میں جو الف لام ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ یہاں ہر گندا اور اچھا مراد نہیں بلکہ اس سے مراد کوئی خاص چیز کا وصف بیان کرنا ہے جو مذکور ما قبلہ ہے لیکن باقی مترجمین کے برعکس عبدالسلام صاحب نے گندی چیز اور اچھی چیز کا ترجمہ کر کے الف لام کو نظر انداز کر دیا ہے جسے اہلِ علم ایک غلطی ہی سمجھتے ہیں یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ موصوف کا دعویٰ ہر فائدہ کو ترجمہ میں بیان کرنے کا ہے لیکن لگتا ہے کہ یہ خصوصیت صیغِ مبالغہ سے آگے نہیں بڑھ سکی۔

الخبیث : ناپاک، گھٹیا، ناپسندیدہ چیز، ہر حرام چیز، ہر خراب چیز۔[۳۹]

الطیّب: پاکیزہ، اچھا، حلال۔ مؤنث طیّبہ ج طیبات و طوبیٰ کہاجاتا ہے کلمۃ طیبۃ پاکیزہ کلمہ جس میں کوئی مکروہ بات نہ ہو۔ بلدۃ طیبۃ مامون شہر جس میں برکت زیادہ ہو۔[40]

إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا: کے ترجمہ میں بھی عبدالسلام صاحب نے ترجمے میں منفرداً ایک لفظ شامل کیا ہے "ہمیشہ" جسکا متبادل عربی لفظ متن میں کہیں نہیں ہے یہ شاید انہوں نے کان کے استمرار کا ترجمہ کیا ہے حالآنکہ کان میں استمراری معنیٰ ہونا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔

اَلحُوب: غم وحشت، گناہ، اَلحَوبَۃ ماں باپ بہن بیٹی، اَلحَوبَۃ ماں کی جانب سے قرابت، کہاجاتا ہے لی فی ھم حَوبۃ میری ان سے نانہالی رشتہ داری ہے، ماں کی مامتا، بیوی، باندی۔[41]

﴿وَإِن خِفتُم اَلَّاتُقسِطُوا فِي اليَتٰمٰى فَانكِحُوا مَاطَابَ لَكُم مِنَ النِسَاءِمَثنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَإِن خِفتُم اَلَّاتَعدِلُوافَوَاحِدَةً اَو مَا مَلَكَت اَيمَانُكُم ذٰلِكَ اَدنٰى اَلَّا تَعُولُوا﴾۔[42]

(اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لے سکو گے تو (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرلو جو تمہیں پسند آئیں۔ دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔ ہاں! اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تم ان (بیویوں) کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو، یا ان کنیزوں پر جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ اس طریقے میں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ تم بے انصافی میں مبتلا نہیں ہوگے)۔[43]

(اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں سے (نکاح کی صورت) میں انصاف نہیں کر سکو گے تو (ان کے علاوہ) اپنی پسندیدہ دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرلو پھر اگر تمہیں خوف ہو ان (بیویوں) میں انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا اپنی مملوکہ کنیزوں پر اکتفا کرو، یہ تمہارے ظلم نہ کرنے کے زیادہ قریب ہے۔)[44]

(اور اگر تم ڈرو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہیں کروگے تو (اور) عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو، دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے، پھر اگر تم ڈرو کہ عدل نہیں کروگے تو ایک بیوی سے، یا جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں (یعنی لونڈیاں)۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ تم انصاف سے نہ ہٹو۔)[45]

(اور اگر تم لوگ اس بات سے خائف ہو کہ یتیم (لڑکیوں) کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے۔ تو جو دوسری عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین یا چار چار سے نکاح کرلو، اگر تمہیں خوف ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت یا لونڈی جس کے تم مالک ہو (کافی ہے) یہ ناانصافی سے بچنے کی قریب ترین سورت ہے۔[46]

چاروں مترجمین نے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ترجمے کئے ہیں

الیَتٰمٰی کے ترجمے میں عثمانی و عبدالسلام نے مذکر و مؤنث کی صراحت نہیں کی کیونکہ حکم مردوں کو تھا تو نکاح ظاہر ہے لڑکیوں سے ہی ہو سکتا ہے جبکہ باقی دونوں حضرات نے یتیم کے ساتھ لڑکیوں کا لفظ بڑھایا ہے جو بظاہر تو عوام کیلیے زیادہ نافع ہے لیکن ساتھ ہی تحصیلِ حاصل کی خرابی کا حامل بھی ہے۔

اِن خِفتُم: کے جواب میں عبارتِ محذوفہ نکالنے میں چاروں مترجمین نے الگ الگ انداز اپنایا ہے ان میں سب سے زیادہ وضوح عثمانی کے ترجمے میں پایا جاتا ہے جس میں یہ عبارت استعمال کی گئی ہے (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) پھر باعتبارِ وضاحت دوسرے نمبر پر شرف کے یہ الفاظ ہیں (ان کے علاوہ) جبکہ عبدالسلام نے صرف "اور" لکھا جو کہ عوام کیلیے نافع نہیں ہے جبکہ نجفی نے تو اس مقام کو قابلِ اعتناء ہی نہ سمجھا اور اس مقام کو مغلق ہی چھوڑ دیا ہے۔

عدل کا ترجمہ عثمانی اور شرف نے انصاف کیا ہے جو کہ اسکا اردو متبادل ہے جبکہ عبدالسلام اور نجفی نے ترجمے میں بھی لفظِ عدل ہی ذکر کیا ہے شاید اس لیے کہ انصاف اگرچہ اسکے اردو متبادل کے طور پر استعمال تو ہوتا ہے لیکن کماحقہٗ مفہوم ادا نہیں کر سکتا کہ ہر ہر چیز میں برابری ہو

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا﴾۔[۴۷]

(اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے لائق عمر کو پہنچ جائیں، تو اگر تم یہ محسوس کرو کہ ان میں سمجھ داری آچکی ہے تو ان کے مال انہی کے حوالے کر دو۔ اور یہ مال فضول خرچی کر کے اور یہ سوچ کر جلدی جلدی نہ کھا بیٹھو کہ وہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں۔ اور (یتیموں کے سرپرستوں میں سے) جو خود مالدار ہو تو وہ اپنے آپ کو (یتیم کا مال کھانے سے) بالکل پاک رکھے، ہاں اگر وہ خود محتاج ہو تو معروف طریق کار کو ملحوظ رکھتے ہوئے کھا لے۔ پھر جب تم ان کے مال انہیں دو تو ان پر گواہ بنا لو۔ اور اللہ حساب لینے کافی ہے)۔[۴۸]

(یتیمون کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور اس کئے بعد تم ان میں سمجھ داری کے آثار محسوس کرو تو ان کے اموال ان کے سپرد کر دو۔ اور یہ خطرہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے ان کے اموال فضول خرچی اور جلدی سے نہ کھاؤ۔ یتیم کا جو سرپرست مالدار ہو وہ اس (یتیم) کے مال سے بچے اور جو حاجت مند ہو وہ اس میں سے دستور کے موافق کھائے، پھر جب تم ان کے اموال ان کے سپرد کرو تو ان پر گواہ بنا لو۔ اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے۔)[۴۹]

(اور یتیموں کو آزماتے رہو، یہاں تک کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان سے کچھ سمجھ داری معلوم کرو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔ اور فضول خرچی کرتے ہوئے اور اس سے جلدی کرتے ہوئے مت کھاؤ کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ اور جو غنی ہو تو وہ بہت بچے اور جو محتاج ہو تو وہ جانے پہچانے طریقے سے کھالے، پھر جب ان کے مال ان کے سپرد کرو تو ان پر گواہ بنالو، اور اللہ پورا حساب لینے والا کافی ہے۔)[۵۰]

(اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ یہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم ان میں رشد عقلی پاؤ تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (اور مال کا مطالبہ کریں گے) فضول اور جلدی میں ان کا مال کھانہ جانا، اگر (یتیم کا سرپرست) مالدار ہے تو وہ (کچھ کھانے سے) اجتناب کرے اور اگر غریب ہے تو معمول کے مطابق کھا

سکتا ہے پھر جب تم ان کے اموال ان کے حوالے کرو تو ان پر گواہ ٹھہرایا کرو اور حقیقت میں حساب لینے کیلیے تو اللہ ہی کافی ہے)[51]

بَلَغُوا النِّكَاحَ : کے ترجمے میں لفظ نکاح واضح طور پر متقاضی ہے ترجمے کو لیکن عبدالسلام صاحب یہاں بھی اپنے دعویٰ پر پورا نہ اتر سکے اور اس لفظ کا ترجمہ سرے سے کیا ہی نہیں اور یہ کہا "اور یتیموں کو آزماتے رہو، یہاں تک کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں"۔

أَن يَكْبَرُوا: کو شرف اور نجفی نے خوفا محذوف کا مفعول بناتے ہوئے یہ ترجمہ کیا کہ اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے، عثمانی نے خیالاً فعل محذوف نکالا اور ترجمہ کیا کہ یہ سوچ کر جبکہ عبدالسلام نے فعل محذوف کو ترجمے میں ذکر ہی نہیں کیا بلکہ لفظی ترجمے پر اکتفاء کرتے ہوئے کہا "یہ کہ وہ بڑے ہو جائیں گے " یہ اسلوب عام قاری کیلیے دشواری پیدا کر سکتا ہے

وَمَن كَانَ غَنِيًّا : میں کَانَ کی ضمیر کا مرجع واضح کرنے کیلیے عثمانی و نجفی نے بریکٹ کا سہارا لیا اور سرپرست کو مرجع بناتے ہوئے اسے بریکٹ میں یوں بیان کیا"، اگر (یتیم کا سرپرست) مالدار ہے " جبکہ اسی مرجع کو شرف نے موافقِ عادت بدون بریکٹ کے ذکر کیا ہے جبکہ عبدالسلام یہاں بھی اس فائدہ کو ترجمے میں بیان کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ : کا ترجمہ عثمانی نے اسی لفظ سے کیا کہ معروف طریقے سے کھالے جبکہ عبدالسلام نے معروف کا لفظی ترجمہ کر دیا کہ جانے پہچانے طریقے سے کھالے یہ دونوں طریقے وضوح کے اعتبار سے نسبتاً کمزور نظر آتے ہیں جبکہ شرف اور نجفی دونوں نے اچھی وضاحت کی ملاحظہ ہو شرف نے " وہ اس میں سے دستور کے موافق کھائے " جبکہ نجفی نے " معمول کے مطابق کھا سکتا ہے " کے الفاظ سے ترجمہ کر کے تفہیمِ قرآن میں زیادہ وضاحت و آسانی پیدا کی۔وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا : میں حَسِيبًا صیغہ مبالغہ ہے لیکن عثمانی اور شرف نے ترجمے میں اس بات کو ظاہر نہیں کیا جبکہ عبدالسلام اور نجفی نے اس کا لحاظ کیا ہے البتہ دونوں نے الگ الگ انداز میں اس کو بیان کیا عبدالسلام نے مبالغہ کا ترجمہ پیدا کرنے کیلیے " پورا حساب لینے والا " کے الفاظ استعمال کیے جبکہ نجفی نے اسی بات کو ان الفاظ میں واضح کیا کہ " حقیقت میں حساب لینے کیلیے تو اللہ ہی کافی ہے"۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾[52]

یقین رکھو کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، اور انہیں جلد ہی ایک دہکتی آگ میں داخل ہونا ہو گا۔[53]

(بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں میں آگ کا سامان بھر رہے ہیں۔اور وہ عنقریب ناقابل برداشت آگ میں داخل ہوں گے)۔[54]

(بیشک جو لوگ یتیموں کے اموال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے اور عنقریب وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔[55]

(جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس آگ بھرتے ہیں اور وہ جلد ہی جہنم کی بھڑکتی آگ میں تپائے جائیں گے۔)[۵۶]

اکل مالِ یتیم اور اسکی سزا ہر ایک نے بیان کی ہے۔

فِیبُطُونِھِمْالبطن: پیٹ، ہر چیز کا اندرونی حصہ، بطن الارض: زمین کا پست حصہ، من القوم: جو قبیلہ سے کم اور عمارۃ سے زائد ہو۔ ج بُطُون و ابطُن وبُطُان، کہا جاتا ہے۔ القت الدجاجة وابطنها: یعنی مرغی نے انڈے دیئے۔ وصاحت عصافیر بطنها: یعنی وہ بھوکا ہوا۔ البَطَن: پیٹ کی بیماری۔ البَطِن: حریص جس کا نصب العین صرف پیٹ ہو۔[۵۷]

بطون: کے ترجمے دو قسم کے کیے گئے ہیں۔

عثمانی و نجفی: پیٹ

شرف و عبدالسلام: پیٹوں

اول الذکر ترجمے میں الفاظ قرآنی کی بجائے مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے جمع کا ترجمہ واحد سے کیا گیا ہے جو کہ قرآن کریم کے اسلوب سے میل نہیں کھاتا جبکہ موخر الذکر میں جمع کا ترجمہ جمع ہی سے کیا گیا ہے۔

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا: کے دو قسم کے ترجمے ملتے ہیں۔ عثمانی، شرف اور عبدالسلام نے آگ میں داخل ہونے کا ترجمہ کیا ہے جو کہ صلی یصلیٰ سے دخول کا معنیٰ مراد لے کر درست بنتا ہے لیکن صَلِی کا ایک اور معنیٰ بھی ہے جسکا لحاظ

اور وہ دونوں جو تم میں سے اس کا ارتکاب کریں سو ان دونوں کو ایذا دو، پھر اگر وہ دونوں توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان سے خیال ہٹالو، بے شک اللہ ہمیشہ سے بے حد توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔[۵۸]

اور اگر تم میں سے دو اشخاص بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو اذیت دو پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔[۵۹]

﴿وَاِن خِفتُم اَلَّاتُقسِطُوا فِی الیَتٰمٰی فَانکِحُوا مَاطَابَ لَکُم مِنَ النِسَاءِمَثنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِن خِفتُم اَلَّاتَعدِلُوافَوَاحِدَةً اَو مَا مَلَکَت اَیمَانُکُم ذٰلِکَ اَدنٰی اَلَّا تَعُولُوا﴾۔[۶۰]

(اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لے سکو گے تو (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) دوسری عورتوں میں سے کسی سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند آہیں۔ دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے۔ ہاں! اگر تمہیں خطرہ ہو کہ تم ان (بیویوں) کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر اکتفا کرو، یا ان کنیزوں پر جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ اس طریقے میں اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ تم بے انصافی میں بتلا نہیں ہو گے۔)[۶۱]

(اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں سے (نکاح کی صورت) میں انصاف نہیں کر سکو گے تو (ان کے علاوہ) اپنی پسندیدہ دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو پھر اگر تمہیں خوف ہو ان (بیویوں) میں انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کر و یا اپنی مملوکہ کنیزوں پر اکتفا کرو، یہ تمہارے ظلم نہ کرنے کے زیادہ قریب ہے۔)[۶۲]

(اور اگر تم ڈرو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہیں کرو گے تو (اور) عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو، دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے، پھر اگر تم ڈرو کہ عدل نہیں کرو گے تو ایک بیوی سے، یا جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں (یعنی لونڈیاں)۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ تم انصاف سے نہ ہٹو۔) [۶۳]

(اور اگر تم لوگ اس بات سے خائف ہو کہ یتیم (لڑکیوں) کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے۔ تو جو دوسری عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین یا چار چار سے نکاح کرلو، اگر تمہیں خوف ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت یا لونڈی جس کے تم مالک ہو (کافی ہے) یہ ناانصافی سے بچنے کی قریب ترین سورت ہے۔) [۶۴]

اِن خِفتُم: کے جواب میں عبارتِ محذوفہ نکالنے میں چاروں مترجمین نے الگ الگ انداز اپنایا ہے ان میں سب سے زیادہ وضوح عثمانی کے ترجمے میں پایا جاتا ہے جس میں یہ عبارت استعمال کی گئی ہے (ان سے نکاح کرنے کے بجائے) پھر باعتبارِ وضاحت دوسرے نمبر پر شرف کے یہ الفاظ ہیں (ان کے علاوہ) جبکہ عبدالسلام نے صرف "اور" لکھا جو کہ عوام کیلیے نافع نہیں ہے جبکہ نجفی نے تو اس مقام کو قابلِ اعتناء ہی نہ سمجھا اور اس مقام کو مغلق ہی چھوڑ دیا ہے۔

مِنَ النِسَاءِ مَثنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ: میں نجفی سے غلطی ہوئی کہ انہوں نے "و" کا ترجمہ یا سے کیا ہے "ان میں سے دو دو، تین تین یا چار چار سے نکاح کرلو" حالانکہ دیگر تمام نے اور کا ترجمہ کیا ہے اور یہی درست ہے۔

عدل کا ترجمہ عثمانی اور شرف نے انصاف کیا ہے جو کہ اسکا اردو متبادل ہے جبکہ عبدالسلام اور نجفی نے ترجمے میں بھی لفظِ عدل ہی ذکر کیا ہے شاید اس لیے کہ انصاف اگرچہ اسکے اردو متبادل کے طور پر استعمال تو ہوتا ہے لیکن کماحقہٗ مفہوم ادا نہیں کر سکتا کہ ہر ہر چیز میں برابری ہو

﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [۶۵]

(اور (اے پیغمبر) جب تم ان کے درمیان موجود ہو اور انہیں نماز پڑھاؤ تو (دشمن سے مقابلے کے وقت اس کا طریقہ یہ ہے کہ) مسلمانوں کا ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لے۔ پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو تمہارے پیچھے ہو جائیں، اور دوسرا گروہ جس نے ابھی تک نماز نہ پڑھی ہو آگے آجائے، اور وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے، اور وہ اپنے ساتھ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لے۔ کافر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک دم تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو، ہاں اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ لے لو۔ بیشک اللہ نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے)۔ [۶۶]

(اے حبیب! جب آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما ہوں اور اُنہیں نمازِ خوف پڑھائیں تو چاہئے کہ اُن کا ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار سنبھالے رہیں، پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو اے مسلمانو! وہ تمہارے پیچھے چلے

جاہیں اور اب دوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی، اُنہیں چاہئے کہ وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں اور چاہئے کہ اپنی حفاظت کا سامان اور ہتھیار سنبھالے رکھیں، کافروں کی آرزو ہے: "کاش! تم لوگ اپنے ہتھیاروں اور سامانِ حفاظت سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یک دم حملہ کر دیں۔" اور اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو ہتھیار کے اُتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے تاہم دشمن سے چوکنے رہو، بے شک اللہ نے کافروں کے لئے رسواکُن عذاب تیار کر رکھا ہے۔)[٦٧]

(اور جب تو ان میں موجود ہو، پس ان کے لیے نماز کھڑی کرے تو لازم ہے کہ ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور وہ اپنے ہتھیار پکڑے رکھیں، پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسری جماعت آئے جنھوں نے نماز نہیں پڑھی، پس تیرے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار پکڑے رکھیں۔ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا چاہتے ہیں کاش کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامانوں سے غفلت کرو تو وہ تم پر ایک ہی بار حملہ کر دیں۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کچھ تکلیف ہو، یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو اور اپنے بچاؤ کا سامان پکڑے رکھو۔ بیشک اللہ نے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔)[٦٨]

(اور (اے رسول) جب آپ خود ان کے درمیان موجود ہوں اور آپ خود ان کے لیے نماز قائم کریں تو ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ مسلح ہو کر نماز پڑھے پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو ان کو تمہارے پیچھے ہونا چاہیے اور دوسرا گروہ جس نے نماز نہیں پڑھی ان کی جگہ آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے بچاؤ کا سامان اور اسلحہ لیے رہیں، کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو یکبارگی حملہ کر دیں اور اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف میں ہو یا تم بیمار ہو تو اسلحہ اتار رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر اپنے بچاؤ کا سامان لیے رہو، بے شک اللہ نے تو کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔)[٦٩]

اس میں خطاب حضور نبی کریم ﷺ کو ہے عبدالسلام نے مخاطب کی تصریح نہیں کی اور باقی تینوں نے کی ہے۔ پھر باقی تینوں میں سے عثمانی اور نجفی نے بریکٹ میں کی ہے [(عثمانی: اور (اے پیغمبر) جب تم ان کے درمیان موجود ہو) (نجفی: اور (اے رسول) جب آپ خود ان کے درمیان موجود ہوں)] جبکہ شرف نے بریکٹ نہیں لگائی۔

نحوی قواعد کے مطابق ترجمہ اور مفعول کی تصریح

سورۃ النساء آیت ۱: میں تَسَآءَلُونَ بِهٖ میں بہ کے ترجمے میں عثمانی و عبدالسلام نے باء کے تراجم میں سے آلہ ہونے کو منتخب کرتے ہوئے لفظِ واسطہ کو استعمال کیا جبکہ باقی دو حضرات نے عام اردو میں ترجمہ کیا کہ جس کے نام پر/ سے تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اب مانگتے کیا ہو یا سوال کس چیز کا کرتے ہو تو اس بارے میں عثمانی صاحب کے علاوہ کسی نے تصریح نہیں کی جبکہ عثمانی صاحب نے اپنے خصوصی انداز یعنی قرآن فہمی میں آسانی کے پیش نظر مفعول یعنی حقوق مانگنے کی صراحت فرمادی ہے۔

منہم کی ضمیر کا مرجع بنی اسرائیل ہیں اور اس بات کا ذکر ترجمے میں صرف عثمانی نے کیا ہے اور بریکٹ لگا کر ترجمہ و تفسیر کا فرق بھی واضح کر دیا ہے۔ ان دو وجہوں سے میں یہاں عثمانی کے ترجمے کو ترجیح دیتا ہوں۔ عبدالسلام اور نجفی نے اپنے تفسیری حواشی میں اسکا ذکر کیا ہے لیکن ترجمے میں ہی مرجع کا ذکر کر دینا عثمانی کی خوبی ہے

عبدالسلام اور نجفی نے بعض مقامات پر جہاں تفسیری احتمالات بہت تھے اور قاری کو تفاسیر کی طرف رجوع کرنا ضروری تھا ایسا اجمالی ترجمہ کیا جو تمام یا اکثر تفسیری اقوال کو جامع ہے۔

جیسے سورۃ النساء آیت: ۱۵۹

﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴾[40]

اور اہل کتاب میں کوئی نہیں مگر اس کی موت سے پہلے اس پر ضرور ایمان لائے گا اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔[41] اور اہل کتاب میں کوئی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ (مسیح) ان پر گواہ ہوں گے۔[42]

قبل موتة: کی ضمیر کے مرجع سے متعلق تین احتمالات بھی ہیں اور تین تفسیری روایات بھی۔ اور بہ کی ضمیر کے مرجع سے متعلق دو احتمالات ہیں۔

عبدالسلام اور نجفی نے کسی بھی ایک احتمال کو ترجیح دینے کی بجائے ایسا ترجمہ کیا ہے جو تمام احتمالات کا جامع ہو سکتا ہے چنانچہ اس مقام پر یہ دونوں تراجم راجح ہیں اسی جامعیت کی وجہ سے اور یہ مقام ایسا ہے کہ قاری کو لازماً کسی نہ کسی تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور یہ اجمالی ترجمہ قاری کو ایسا کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ ﴾[43]

وہی ذات ہے جس نے تم کو گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر (تمہاری زندگی کی) ایک میعاد مقرر کر دی، اور (دوبارہ زندہ ہونے کی) ایک متعین میعاد اسی کے پاس ہے پھر بھی تم شک میں پڑے ہوئے ہو۔[44]

(اللہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر زندگی کی ایک مدت مقرر کی اور قیامت کا وقت بھی اللہ کے نزدیک معیّن ہے، پھر بھی تم شک کرتے ہو)[45]

(وہی ہے جس نے تمہیں حقیر مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک مدت مقرر کی اور ایک اور مدت اس کے ہاں مقرر ہے، پھر (بھی) تم شک کرتے ہو)[46]

(اسی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت کا فیصلہ کیا اور ایک مقررہ مدت اس کے پاس ہے، پھر بھی تم تردد میں مبتلا ہو)[47]

سورۃ الانعام آیت: ۲ میں طین: کے ترجمے میں مترجمین نے اختلاف کیا ہے عثمانی نے گیلی مٹی ترجمہ کیا ہے شرف اور نجفی نے صرف مٹی اور عبدالسلام نے حقیر مٹی ترجمہ کیا۔ عثمانی کا ترجمہ لغت کے مطابق ہے کیونکہ اس میں گارا لکھا ہوا ہے اور باقیوں کی نسبت گیلی مٹی گارے کا زیادہ قریبی ترجمہ ہے۔

ترجمہ اور تفسیر میں فرق کیلیے بریکٹ کا استعمال

سورۃ نساء آیت: ۱۶۲ میں

﴿لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا﴾[۷۸]

(البتہ ان (بنی اسرائیل) میں سے جو لوگ علم میں پکے ہیں اور مومن ہیں وہ اس (کلام) پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو (اے پیغمبر) تم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا اور قابل تعریف ہیں وہ لوگ جو نماز قائم کرنے والے ہیں، زکوۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔)[۷۹]

منھم کی ضمیر کا مرجع بنی اسرائیل ہیں اور اس بات کا ذکر ترجمے میں صرف عثمانی نے کیا ہے اور بریکٹ لگا کر ترجمہ و تفسیر کا فرق بھی واضح کر دیا ہے۔ان دو وجوں سے میں یہاں عثمانی کے ترجمے کو ترجیح دیتا ہوں۔ عبدالسلام اور نجفی نے اپنے تفسیری حواشی میں اسکا ذکر کیا ہے لیکن ترجمے میں ہی مرجع کا ذکر کر دینا عثمانی کی خوبی ہے

نحو کی باریکیاں

عثمانی اور عبدالسلام نے نحو کی باریکیوں اور قواعد کو اپنے ترجمے میں ملحوظ رکھا ہے۔اس سے پہلے بھی قواعد کا لحاظ رکھنے کی خوبی کا بیان ہو چکا ہے لیکن اس میں اور پہلے ذکر کردہ خوبی میں فرق باریکی کا ہے وہاں صرف قواعد کے لحاظ رکھنے کو بیان کیا گیا ہے اور یہاں فن کے دقائق کو مدِ نظر رکھنے کا بیان ہے

سورۃ النساء آیت: ۱۶۴ میں

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾[۸۰]

(اور بہت سے رسول ہیں جن کے واقعات ہم نے پہلے تمھیں سنائے ہیں اور بہت سے رسول ایسے ہیں کہ ہم نے ان کے واقعات تمھیں نہیں سنائے۔ اور موسیٰ سے تو اللہ براہ راست ہم کلام ہوا۔)[۸۱]

(اور بہت سے رسولوں کی طرف جنھیں ہم اس سے پہلے تجھ سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے ایسے رسولوں کی طرف جنھیں ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا، خود کلام کرنا۔)[۸۲]

رُسُلًا: پر جو تنوین ہے وہ اقسام تنوین میں سے تنوینِ للتکثیر کہلاتی ہے یعنی اس کے مدخول میں معنیٰ کثرت کا ملحوظ ہوتا ہے اس بات کا ذکر عثمانی اور عبدالسلام نے کیا ہے جو ان کے علوم نحویہ پر گہرے رسوخ اور پختہ گرفت کا غماز ہے اور اس طرح کے نحوی قواعد ہی عربی زبان کا حسن ہیں کہ صرف ایک تنوین سے کثرت کا معنیٰ مراد لے لیا جاتا ہے اور اس چیز کو ترجمے میں منعکس کرنا ایک قابل ستائش خوبی ہے اور اسی خوبی کی وجہ سے اس مقام پر یہ دونوں تراجم راجح ہیں۔

عثمانی اور شرف اور نے رُسُلًا کا ترجمہ مفعول والا کیا ہے جبکہ عبدالسلام اور نجفی نے مجرور والا ترجمہ کیا ہے اول الذکر نے اسے فعل محذوف ارسلنا یا انبانا یا قصصنا کا مفعول بنایا ہے جو آگے مذکور فعل قَصَصنَا سے سمجھ آرہا ہے جبکہ عبدالسلام نے اسے معطوف بنایا ہے گزشتہ آیت میں موجو دسُلَیمٰنَ کا جو مجرور ہے الی حرف جار کا جو متعلق بنتا ہے

اَوحَینَا فعل کا لیکن اس میں معطوف اور معطوف علیہ میں فصل بالا جنبی آجاتا ہے جو کہ اٰتَینَا دَاوُدَ زَبُورًا ہے اسی لیے طریق اول راجح ہے اور اسکی مثال بھی کلام عرب میں ملتی ہے اور عربی کی قدیم تفاسیر بھی اسی منہج کی تفاصیل بیان کرتی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۃالبقرۃ ۱۰:۲
۲۔ سورۃالتوبۃ ۲۸:۹
۳۔ سورۃالطور ۲۱:۵۲
۴۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۲:۱۷
۵۔ سورۃالجمعۃ ۱۰:۶۲
۶۔ سورۃالزمر ۷۱:۳۹
۷۔ حم السجدۃ ۲۰:۴۱
۸۔ سورۃ یونس ۵۱:۱۰
۹۔ سورۃ بنی اسرائیل ۲۳:۱۷
۱۰۔ سورۃھود ۷۷:۱۱
۱۱۔ سورۃالعنکبوت ۳۳:۲۹
۱۲۔ سورۃفاطر ۲۲:۳۵
۱۳۔ سورۃالنساء ۹۴:۴
۱۴۔ سورۃالنور ۴۷:۲۴
۱۵۔ سورۃالفاتحہ ۱:۱
۱۶۔ سورۃالمزمل ۱۶:۷۳
۱۷۔ سورۃالملک ۲:۶۷
۱۸۔ سورۃالزمر ۱۴:۳۹
۱۹۔ سورۃالمالک ۱:۶۷
۲۰۔ سورۃالصافات ۱۲:۳۷
۲۱۔ سورۃالصافات ۱۴:۳۷
۲۲۔ سورۃالمائدۃ ۴۷:۵
۲۳۔ سورۃآل عمران ۳۱:۳
۲۴۔ سورۃزالفرقان ۷:۲۵
۲۵۔ سورۃالتوبہ ۴۰:۹

۲۶ ۔ سورۃ الفتح ۴۸: ۷

۲۷ ۔ سورۃ مریم ۱۹: ۲۹

۲۸ ۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۲۰

۲۹ ۔ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۱۵

۳۰ ۔ سورۃ النسا ۴: ۱

۳۱۔ شرف، ص: ۱۳۸

۳۲۔ عبدالسلام، ص: ۹۵

۳۳۔ نجفی، ص: ۱۰۷

۳۴۔ سورۃ النسا ۴: ۲

۳۵۔ عثمانی۔ ۱۷۳

۳۶۔ شرف، ص: ۱۳۸

۳۷۔ عبدالسلام، ص: ۹۵

۳۸۔ نجفی، ص: ۱۰۷

۳۹۔ مصباح اللغات، خبث، ص: ۱۸۸۔

۴۰۔ مصباح اللغات، طیب، ص: ۵۲۱

۴۱۔ مصباح اللغات، حوب، ص: ۱۸۱

۴۲۔ سورۃ النسا ۴: ۳

۴۳۔ عثمانی، ص: ۱۷۳

۴۴۔ شرف، ص: ۱۳۹

۴۵۔ عبدالسلام، ص: ۹۵

۴۶۔ نجفی، ص: ۱۰۷

۴۷۔ سورۃ النسا ۴: ۶

۴۸۔ عثمانی ص: ۱۷۴۔۱۷۵

۴۹۔ شرف، ص: ۱۳۹۔۱۴۰

۵۰۔ عبدالسلام ص: ۹۶

۵۱۔ نجفی، ص: ۱۰۸

۵۲۔ سورۃ النساء ۴: ۱۰

۵۳۔ عثمانی، ص ۱۷۶

۵۴۔ شرف، ص۱۴۱
۵۵۔ عبدالسلام، ص۹۶
۵۶۔ نجفی، ص۱۰۸۔۱۰۹
۵۷۔ مصباح اللغات، بطن، ص: ۶۴
۵۸۔ عبدالسلام، ص۹۸
۵۹۔ نجفی، ص: ۱۱۱
۶۰۔ سورۃالنسا۴: ۳
۶۱۔ عثمانی، ص: ۱۷۳
۶۲۔ شرف، ص: ۱۳۹
۶۳۔ عبدالسلام، ص: ۹۵
۶۴۔ نجفی، ص: ۱۰۷
۶۵۔ سورۃالنساء ۴: ۱۰۲
۶۶۔ عثمانی، ص: ۲۰۲۔۲۰۳
۶۷۔ شرف، ص: ۱۷۰۔۱۷۱
۶۸۔ عبدالسلام، ص: ۱۱۲۔ ۱۱۳
۶۹۔ نجفی، ص: ۱۲۹۔۱۳۰
۷۰۔ سورۃالنساء ۴: ۱۵۹
۷۱۔ عبدالسلام، ص: ۱۲۱
۷۲۔ نجفی، ص: ۱۴۰
۷۳۔ سورۃالانعام۶: ۲
۷۴۔ عثمانی، ص: ۲۶۰
۷۵۔ شرف، ص: ۲۳۰
۷۶۔ عبدالسلام، ص: ۱۴۶
۷۷۔ نجفی، ص: ۱۷۲
۷۸۔ سورۃنساء ۴: ۱۶۲
۷۹۔ عثمانی، ص: ۲۱۶
۸۰۔ سورۃالنساء ۴: ۱۶۴
۸۱۔ عثمانی، ص: ۲۱۷
۸۲۔ عبدالسلام، ص: ۱۲۲